مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف ؒ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کرلیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کردیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین واحباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است ‌ ‌ ‌ ‌ خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۴، ۴ ستمبر ۱۹۸۱ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وّآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد، ایک صحابی ہیں، وہ نقل فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ فَلَمَّا وُضِعَ جب وہ جنازہ سامنے رکھا گیا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا لَا تُصَلِّ عَلَیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اس کی نماز جناب نہ پڑھائیں فَاِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ۔ اس واسطے کہ یہ اچھا آدمی نہیں تھا، یہ تو بُرا آدمی تھا۔ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّاسِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ فَقَالَ آپ نے دریافت فرمایا۔ هَلْ رَاٰهُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰی عَمَلِ الْاِسْلَامِ۔ کیا تم میں سے کسی نے اسے اسلامی کام کرتے دیکھا ہے کوئی؟

فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ میں نے دیکھا ہے اسے، حَرَسَ لَیْلَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ایک معرکے میں اس نے رات کا پہرہ دیا تھا میدانِ جہاد میں

فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نماز اس کی پڑھا دی اور جنازے میں شرکت فرمائی۔ قبر پر تشریف لے گئے، وَحَثٰی عَلَیْہِ التُّرَابَ اُس کی قبر پر مٹی ڈالنے میں خود شرکت فرمائی۔ مٹی خود بھی ڈالی اور یہ فرمایا اَصْحَابُکَ یَظُنُّوْنَ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ۔ تیرے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ تو جہنّمی ہے، وَاَنَا اَشْھَدُ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اور مَیں یہ گواہی دیتا ہُوں کہ تو جنّتی ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کو سمجھایا، قَالَ یَا عُمَرُ اِنَّکَ لَا تُسْأَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ تم سے قیامت کے دن لوگوں کے کاموں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا کہ فلاں نے کیا کیا تھا؟ یہ بات سُن لو یہ نہیں ہوگا۔ وَلٰکِنْ تُسْأَلُ عَنِ الْفِطْرَۃِ "[1]

تم سے سوال ہوگا اسلام کے بارے میں اور اگر دوسروں کے بارے میں سوال ہوگا بھی تو وہ بھی ہوگا۔ ایمان کی گواہی دی یا نہیں دی۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا۔

ورنہ تم سے سوال دوسروں کے بارے میں نہیں ہوگا۔ تمہیں اپنے اُوپر نظر رکھنی چاہیے، اپنے دین پر اور اپنے اعمال پر، ہوتا ایسے ہے کہ بہت سی چیزیں انسان کی سمجھ میں یُوں آتی ہیں کہ فلاں آدمی یہ غلط کر رہا ہے اور شبہہ پیدا ہوجاتا ہے۔ وہ شبہہ تقویت پکڑ لیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے روانہ فرمایا ایک جگہ وہاں ایک چیز اس طرح کی پیش آئی کہ دوسرے صحابہ کرام جو تھے اُنہیں شک گزرا۔ اور وہ شک تقویت پکڑ گیا۔ دلیل تھی۔ غلط کام تھا، ناجائز کام تھا ——— (اُن میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی بھی تھے۔)

یہ جب فتح کی اطلاع دینے آئے تو اُنھوں نے آکر یہ بتایا کہ ایسے ایسے ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا۔ گویا بالکل ناجائز، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ نہیں۔ اگر اُنھوں نے ایسے کیا ہے تو ناجائز نہیں کیا بلکہ اُن کو اُس سے زیادہ کا حق تھا ناجائز نہیں کیا، ——— پھر اُن سے پُوچھا کیا تم حضرت علی سے بُغض رکھتے ہو؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں مجھے تو اُن سے بُغض ہے طبیعت میں نفرت ہے ——— آپ نے فرمایا کہ اُن سے

---

[1] مشکوٰۃ ص: ۳۳۶

بغض مت رکھو، پھر یہ کہتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ محبّت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوگئی بعد میں، اور وجہ بتائی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ بظاہر ایسی چیز بن ہوتی ہیں جن پر اعتراض ہو۔ حقیقتاً وہ نہیں ہوتیں، دیکھنے والا جو بادی النظر میں دیکھے گا وہ ہے اعتراض کرنے والا اور اگر مزاج میں غصّہ ہو تو الفاظ اعتراض کے اُس کے اسی طرح کے ہوں گے جیسے اس کا مزاج ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا کہ جناب اس کی نماز نہ پڑھیں۔ اب ساری چیز سَب کے سامنے تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منع کرنا سب صحابہ کرام کے سامنے ہے اور جہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوتے تھے وہاں سَب سے زیادہ مجمع ہوتا تھا اور سمجھ دار صحابہ کرام ہر وقت ہوتے تھے اور سادہ لوح بھی ہوتے تھے کیونکہ صحابہ میں دونوں طرح کے ہیں ایک وہ جو علماء کے درجے کے ہیں۔ مفتیوں کے درجے کے ہیں۔ قاضیوں کے درجے کے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے زمانے میں بھی اُنھیں آپ نے اجازت دی تھی کہ ہاں فتویٰ دے سکتے ہیں۔ فیصلہ دے سکتے ہیں تو اس طرح کے لوگ جب موجود تھے اور اعتراض سَب کے سامنے ہُوا تو اس اعتراض کو اور اس بدگمانی کو دُور کرنے کے لیے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُورا سبق دیا اور پُورا سبق یہ ہے کہ

بُرے آدمی سے نفرت کے بجائے اس کے بُرے عمل سے نفرت کرنی چاہیئے

کسی آدمی سے نفرت نہیں کی جا سکتی اُس کے عمل کو بُرا دیکھ کر، عمل سے نفرت کی جا سکتی ہے اور وُہ بھی وقتی ہوگی جَب وُہ چھوڑ دے تو وہ نفرت جاتی رہتی ہے۔ ایک یہ

کسی شخص کو بُرا کام کرتے دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ اُس کا خاتمہ بھی بُرا ہوگا

دوسرے یہ کہ کسی آدمی کو غلط کام کرتا ہُوا دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ اُس کا خاتمہ بھی خراب ہوگا یہ فیصلہ کرنے کا حق نہیں۔ لہٰذا نماز پڑھی جائے گی اُس کی، کوئی آدمی غلط کار بھی ہو جب مر جاتا ہے سب نماز پڑھتے ہیں اُس کی،

بُرے شخص کے جنازے میں علماء و مقتدا شریک نہ ہوں

تو ایسی صورت میں کہا جاتا ہے کہ بڑے لوگ جو ہیں یا جنہیں لوگ بڑا سمجھتے ہیں جن کی لوگ پیروی بھی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو جو بزرگ ہوں آپ کے علاقے میں اُنہیں شریک نہ ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ اس کے جنازے میں صرف رشتے دار ہی آئے ہیں باقی لوگ شریک نہیں ہوئے جیسے خودکشی کرکے کوئی مرتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ ہے تاکہ دوسروں کو سبق ہو اور نہ کریں ایسی حرکتیں۔ ایسے مسائل ہیں کہ یہاں یہ بتایا گیا ہے، جب اس کا انتقال ہوا ہے وہ کسی گناہ میں نہیں مرا۔ پھر اس کو یہ کہنا اور یہ سمجھ لینا کہ اس کی نماز نہ پڑھی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کرنا کہ جناب نماز نہ پڑھیں، کسی چیز کو دیکھ لیا ہو گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے بُرا کام کیا ہے تو اُس کا اظہار فرما رہے ہیں کہ یہ فاجر ہے اور جو گناہ کا کام دیکھا ہو گا وہ بھی اتنا بڑا نہیں ہو گا۔ کیونکہ بہت بڑا گناہ اگر ہو تو اُس کا پتہ دوسروں کو بھی چل جاتا ہے اور وہ ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذکر فرما دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بہرحال یہ تھا کہ اُن کی نظر میں آدمی وہ اچھا نہیں ہے۔ جو اُنھوں نے کہا ہے کہ یہ کوئی اچھا آدمی نہیں تھا۔

آدمی اچھائی بُرائی میں بدلتا رہتا ہے

یہ آدمی تو بدلتے رہتے ہیں۔ اَب اچھا ہے کل بُرا ہو گا اور آپ اچھا سمجھتے ہیں۔ تھوڑے دنوں بعد دیکھتے ہیں ... وہ تو یہ ہو گیا وہ تو وہ ہو گیا، تو جو اچھے ہوتے ہیں، وہ بگڑتے رہتے ہیں جو بگڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ اچھے ہوتے رہتے ہیں۔

اگر کسی میں بُرائی دیکھو تو اسے اس سے روک دو لیکن دل میں نفرت نہ رکھو

اس واسطے جس آدمی سے کوئی بُری بات دیکھو اس کو ٹوک دو اس کو اچھی بات سمجھا دو بُری بات سے منع کر دو۔ دل میں نفرت نہ رکھو۔ کیوں اس واسطے کہ یہ پتا نہیں ہے کہ یہ کل کو توبہ کرلے اور مجھ سے بھی اچھا ہو جائے۔ اعتبار تو ہے خاتمے کا، اس کی خبر اور کسی کو ہو نہیں سکتی۔ اس واسطے ایک چیز بتا دی کہ تم کسی سے نفرت نہ رکھو کسی کو حقیر مت سمجھو۔ کوئی آدمی بُرا کام کر رہا ہے ضرور منع کرو فرض ہے مگر اسے حقیر جان کر نہیں بلکہ اس لیے منع کرو کہ شریعت نے بتلایا ہے کہ بُری بات سے روکتے رہو۔ اچھی بات بتلاتے رہو اس لیے، پھر اُس کے

بعد اس پر کتنا اثر ہوا کتنا نہیں ہوا۔ اس کا پیچھا کرنا یا اس کے بارے میں بُرا خیال جما لینا کہ ضرور خراب ہی آدمی ہے اور خراب ہی رہے گا یہ نہیں ہو سکتا، یہ منع ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دوسرا طریقہ اختیار فرمایا آپ نے پُوچھا کہ کسی نے اسے نیکی کرتے ہوئے دیکھا ہے تو نیکی بہت بڑی نیکی گِنا دی اس کی، بہت بڑی نیکی ہے۔

میدانِ جہاد میں پہرہ دینے والے کا اجر حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو آدمی میدانِ جہاد میں پہرہ دیتا ہے اگر وہ مر جائے شہید ہو جائے گا تو مجاہد کا عمل تو جہاد ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے لیکن مرابط جو ہے یہ جو پہرہ دے رہا ہے اس کا عمل پہرہ دینے کا یہ قیامت تک چلتا رہے گا جیسا کہ اَب بھی پہرہ دے رہا ہے تو پہرہ دینے کی حالت میں جو مارا جاتا ہے اس کا اجر بہت زیادہ ہے تو پہرے کا بھی اجر بہت زیادہ ہے کیونکہ تھکے ہوئے سب ہوتے ہیں اور جو پہرہ دے رہا ہے تھکا ہُوا وہ بھی ہے ڈبل کام کر رہا ہے اور جو پہرہ دے رہا ہے وہ اپنے سے زیادہ اُن کی حفاظت کر رہا ہے۔ ذمّہ داری اس کے سر آئی ہوئی ہے۔ پہرہ دے رہا ہے وہ اکیلا ہے وہ نشانہ بھی بن سکتا ہے یا چند، مگر الگ الگ ہو جاتے ہیں کسی صورت میں۔

تو پہرے کی ذمّہ داری اس قسم کی ہے کہ یا آر یا پار اگر ذرا سی بھی غلطی ہو گئی تو سب کے سب ختم اس واسطے اللہ نے اس کا اجر بھی ڈبل رکھا اور اتنا زیادہ کہ فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ مرا ہے پہرہ دیتے ہوئے شہید ہُوا ہے اُس وقت سے لے کر قیامت تک اس کو یہی اجر ملتا رہے گا جیسے کہ وہ پہرا دے ہی رہا ہے ہر وقت، تو اُس نیکی کا ذکر کیا۔

حَرَسَ لَيْلَةً فِىْ سَبِيْلِ اللهِ۔ ایک رات اُس نے پہرا دیا۔ مَیں نے دیکھا مجھے پتا ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھا دی۔ پھر تشریف لے گئے جنازے میں ساتھ ساتھ حتّٰی کہ دفن میں شرکت فرمائی پھر مٹی ڈالی پھر یہ اظہار فرمایا کہ تمہارے ساتھی یہ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ تم اُن کے سامنے ہو، سطحی چیزیں ہیں جن کی کوئی وجہ نکل سکتی ہے ممکن ہے یہ وجہ ہوئی ہو۔ ممکن ہے یہ وجہ ہُوئی ہو، تو ایسے اعمال جو بظاہر غلط ہوں تو اُن کی وجہ اُن سے پُوچھی جائے تو وہ دُرست ہو سکتے ہیں اور علماء، اکابر، بزرگوں کے بہت قصّے آپ نے دیکھے ہوں گے سُنے ہوں گے۔ بظاہر وہ غلط تھے لیکن جَب وجہ پُوچھی گئی تو وجہ نکل آئی۔ وجہ نکل آئی تو غلط نہیں رہا۔ تو ایسی چیزیں جو ہوتی ہیں اُن کے بارے میں فرمایا اِن سے فیصلہ کر لینا اور ذہن میں ایک نتیجہ بٹھا لینا کہ یہ خراب ہی تھا خراب ہی رہا اور خراب

ہی رہے گا یہ نہیں چاہیے یہ تعلیم دی اور فرمایا تمہارے دوست تمہارے ساتھیوں کا خیال یہ ہے۔ تم کمینہ آدمی ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جنتی ہو، تو حقیقت جو تھی وہ یہ تھی وہ فاجر نہیں تھا غلط کام اُس سے ہوئے تھے مگر اُن کی وجہ ضرور کوئی تھی اور اُس وجہ کا علم دوسرے کو نہیں ہوتا اور اُنھوں نے پُوچھا بھی نہیں ہوگا کہ اُس کی کیا وجہ ہے؟ خیال فرما لیا کہ بس ایسا ہوگا۔ البتہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں۔ صحیح باتوں کا پتہ اللہ کے رسول کے فرمانے سے چل سکتا ہے۔

> اگر کسی میں بُرائیاں نظر آئیں تو اُس کا حل یہ ہے کہ اس سے پُوچھ لیا جائے کہ کیا وجہ ہے

پھر آپ نے آئندہ کے لیے تعلیم دی کہ دیکھو اگر کسی کو ایسی چیزیں نظر آئیں کسی میں تو پھر صحیح حل یہ ہے کہ اس سے پُوچھ لیا جائے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تاکہ بدگمانی قائم نہ ہو۔ کیونکہ تم سے پُوچھ نہیں ہو گی فلاں کا عمل دیکھا تھا۔ فلاں کا کیا حال تھا اور فلاں کا کیا حال تھا۔ بہت سے بہت یہ ہوگا کہ تم ایک دفعہ اسے سمجھا دو، کہہ دو جب تم نے کہہ دیا ایک دفعہ بس فارغ ہوگئے پھر تم سے پُوچھا بھی نہیں جائے گا کیونکہ فرض تم نے ادا کر دیا تبلیغ کا۔ ایک دفعہ کہنا ضروری ہے یہ فرض ہے اس کے بعد اگر کوئی نہیں کرتا کام پھر تمہارے ذمّہ نہیں رہا اور ممکن ہے کہ تم اسے تبلیغ کرو اور بتاؤ اُسے اور وہ بتائے کہ بھائی مجھے پتہ ہے اس مسئلہ کا، مگر وجہ یہ ہے۔ وجہ ہی نکل آئے تو تم سے لوگوں کے بارے میں سوال نہیں؛ وَلٰکِنْ تُسْئَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ ہاں تم اپنے ایمان اپنے اسلام پر قائم رہو اس کے بارے میں سوال ہوگا اپنے آپ کو دیکھو۔ یہ ہے دَور وہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعلیم حاصل کرنے کا تھا اور پھر اپنا زمانہ جب آیا تو پھر اُن کا حال عجیب تھا وہ اپنے بارے میں ڈرتے رہتے تھے پتا نہیں میرا کیا حال ہوگا کیا حشر ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ بالکل اپنے ہی اُوپر نظر رہ گئی، اس تعلیم کا اثر یہ ہُوا اور جس کسی کو دیکھتے تھے غلط کام کرتے ہُوئے تو ٹوک دیتے تھے صحیح بات بتا دیتے تھے۔ وفات کے وقت تک یہی کیفیّت رہی، وہ کسی وقت کسی اور جگہ آئے گی۔ انشاء اللہ

اللہ تعالیٰ! ہم سب کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اسلام پر استقامت دے اور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔